معرفتِ نماز

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمَنِ الرَّحِيمِ اَلحمدُ لِلّٰهِ رَبِ العَالَمِين الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ وَتَحیَّةُوَالاِکرَامُ علیٰ سَیَّدِ الاَنبِیَآءِ وَالمُرسَلِینَ وَاَھلِ بَیتِهٖ الطَیبینَ الطَّاھِرِینَ المَعصُومِینَ اَلَّذِینَ اَزھَبَ اللّٰهُ عَنھُمُ الرِّجسَ وَطَھَّرَھُمُ تطھِیرًا ☆اَمَا بعد قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَ اللّٰهُ علیهِ وَاٰلِهٖ وَسلَم ☆مَن تَرَکَ الصلوَاۃَ مُتَعَمِدًا فَقَد کَفَر☆

ترجمہ (جس نے جان بوجھ کر صلواۃ ترک کی وہ کافر ہو گیا)

آپ کہیں گے کہ میں نے حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لفظِ الصلواۃ کا ترجمہ کیوں نہیں کیا اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہم مختصراً اِس لفظ کا ترجمہ کرنے کے بجائے اِس پر سیر حاصل گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ الصلاۃ، صلواۃ، مُصلی، صَلو، یُصلون، سب ایک ہی مصدر کے الفاظ ہیں جن کا لفظی معنیٰ ہے متصل رہنا، ساتھ لگے رہنا، یا متمسک رہنا۔ اسلام کی اصطلاح میں اِس کے معنی ہیں نماز لفظِ نماز بذاتِ خود فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی پرستش کرنا پوجا پاٹ کرنا کے ہیں۔ لیکن یہ لفظ بھی مخصوص ہے اللہ کی عبادت کے لیے۔ پورے قران میں قرینے کے لحاظ سے اِس لفظ کو اِس کے اِصطلاحی

معنوں یعنی (نماز) کوصرف دو مقامات پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پہلا مقام (نماز قائم کرو جب سورج ڈھل جائے، جب رات چھا جائے اور پڑھو جب صبح ہو جائے) چونکہ اِس آیت میں اوقاتِ نماز کا تعین کیا گیا ہے لہذا یہاں اِس سے نمازِ پنجگانہ مراد ہے۔ دوسرا مقام (جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو دھوا پنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور اپنے پاؤں کا اُبھری ہوئی جگہ تک) لیکن کیا ہم اِس لفظ کو اِس آیت میں بھی انہی معنوں میں استعمال کر سکتے ہیں

اِن اللّٰه وَمَلَائِکَةُ یُصَّلُوْنَ عَلَ النَّبیِ یا اَیُھَاالُذِینَ اٰمَنُو صَلُّو عَلَیه وَسَلِمُو تَسلِیماََ ☆ یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر نماز پڑھتے ہیں اےُ ایمان والو تم بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ پر مسلسل نماز پڑھو۔ ظاہر ہے کہ یہاں لفظِ **یُصَّلُوْن** یا **صَلُّو** کا معنی نماز کرنا مناسب نہیں۔ اور ایک بات جو کہ اہم ہے وہ یہ کہ لفظِ **یُصَّلُوْن**

preasent perfect countinous ہے یعنی فعل حال جاری جس کے تسلسل میں کبھی وقفہ نہ ہو۔ لہذہ تقریباً تمام علماء و مترجمین اور مفسرین نے اِس کا ترجمہ (دَرود) کر دیا تو اِس طرح اِس آیت کا ترجمہ ہوا کہ یقیناً اللہ اور اُسکے فرشتے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اےُ ایمان والوں تم بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجو بظاہر تو یہ معنی درست معلوم ہوتے ہیں جب تک اِن کو عقل کی دسترس سے دور رکھا جائے۔ لیکن اگر تدبر سے کام لیا جائے تو یہاں بھی بات بنتی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ جب یہ

آیت تلاوت کی جاتی ہے تو مومنین اِس کے جواب میں صلواۃ پڑھ دیتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اےئ میرے پروردگار تو محمد و آلِ محمدؐ پر درود بھیج۔ جس پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ جس کام کے کرنے کا حکم اللہ مومنین کو دیتا ہے اِس اطلاع کے ساتھ کہ میں اور میرے فرشتے پہلے ہی سے وہ کام سرانجام دے رہے ہیں پھر بھی یہ جانے بغیر کہ کیا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے وہی بات اللہ کی طرف پلٹا دی جاتی ہے کہ اےئ اللہ تو ہی محمد و آلِ محمدؐ پر درود بھیج۔ یہ درود ہے کیا کچھ پتہ نہیں لیکن کچھ پُھرتیلے قسم کے مولوی بھی ہوتے ہیں جو ہر اُلجھن کا حل سوچے سمجھے بغیر نکال لیتے ہیں۔ اِسی طرح کے کسی مولوی صاحب نے درود کا معنی سلامتی کر دیا، یعنی اے اللہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر سلامتی نازل فرما یہاں تک تو یہ معنی ہضم کیے جا سکتے ہیں لیکن کیا لفظِ (صل) کا یہی ترجمہ اِس آیت میں بھی درست قرار پائے گا یعنی اللہ اور اُس کے فرشتے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر سلامتی نازل کرتے ہیں اےئ ایمان والوں تم بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ پر سلامتی نازل کرو۔ خدا سمجھے اِن عقل کے اَندھوں کو کہ جو ہستیاں عِلتِ بقائے جمیع خلائق ہیں کائنات کا ہر زرّہ جن کے دم قدم سے زندگی کی حرارت سے بہرہ مند ہے اللہ کے سوائے جب کچھ نہیں تھا پھر بھی یہ ہستیاں سلامت تھیں۔ ہاں البتہ اِس آیت کے جواب میں جو صلواۃ پڑھی جاتی ہے وہ ایک دعا ہے جس طرح دعا برائے سلامتی امامِ زمانہ علیہ السلام ہے۔ اور اِسکے پڑھنے سے مومن محمدؐ و آلِ محمدؐ سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتا ہے اَب آخر میں ہم لفظِ صلواۃ کا لغوی ترجمہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ ترجمہ یہاں مناسب ہے کہ

نہیں ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ صلواۃ کا لغوی معنی ہے متصل رہنا ساتھ لگے رہنا تعلق کو قائم رکھنا۔ تو اِس حوالے سے اس آیتِ طاہرہ کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ اور اُس کے فرشتے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ساتھ ہیں اے ایمان والوں تم بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ساتھ وابستگی رکھو۔ آپ نے دیکھا کہ یہ ترجمہ تسلسل کے تقاضے بھی پورے کرتا ہے۔ کیونکہ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متمسک رہنا آپ کو باقی دنیاوی کاموں میں رکاوٹ پیدا نہیں جب کہ درود میں تسلسل کو برقرار رکھنا ناممکن ہے اور لفظِ (صَلُ) کے اِس ترجمے کو ثابت کرنے کے لیے ہم سورۃِ رعد کی آیت نمبر 21 کی تلاوت کا شرف حاصل کریں گے ہے۔ **وَالَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ وَ یُخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ** ☆ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اُن کے ساتھ متمسک رہتے ہیں اور اپنے رَب سے ڈرتے ہیں اور قیامت کے دن حساب کی سختی سے خوف کھاتے ہیں۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہاں لفظ

یَصِلُوۡنَ اور **یُوۡصَلَ**

کا ترجمہ تعلقات قائم رکھنا کیا گیا ہے۔ بالکل اِسی طرح اسی سورۃ کی آیت نمبر 25 میں یہی تعلقات منقطع کرنے والوں کو اِن الفاظ میں جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

وَالَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَہۡدَ اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ وَیَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَلَہُمۡ سُوۡٓءُ

الدَّارِ ☆ وہ لوگ جو اللہ سے عہد کرنے کے بعد اپنے عہد سے منحرف ہوتے ہیں اور اپنے تعلقات منقطع کرتے ہیں اُن لوگوں سے جن کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں لعنت ہے اُن کے لیے اور آخرت میں بُرا گھر ہے۔ یہاں تک تو لفظِ صلاۃ اور صلواۃ کے لغوی اور اصطلاحی معنی پر بات تھی اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ اِن الفاظ کے لغوی معنی ہیں متصل رہنا اور اصطلاحی معنی ہیں نمازِ پنجگانہ چونکہ ہمارا عنوانِ کلام ہے معرفتِ نماز لہذا اَب ہم اِس پر گفتگو کرتے ہیں۔ جب ہم لفظِ نماز کہیں لکھا ہوا دیکھیں یا کسی سے سُنیں تو ہمارے زہن میں نماز۔ کا جو تصور اُبھرتا ہے وہ کچھ اِسطرح سے ہے کہ پاک اور طاہر پانی سے سکھلائے ہوئے مخصوص طریقے سے وضو کریں کیونکہ بے ترتیب منہ ہاتھ دھونا وضو نہیں کہلاتا اور ایسے وضو سے پڑھی ہوئی نماز باطل ہوگی۔ پھر پاکیزہ لباس کے ساتھ روبقبلہ ہو کر تکبیرۃ الحرام پھر قیام وقعود رکوع وسجود بالترتیب بجالائیں گے تو نماز کہلائے گی اور اِس سارے عمل کو بطریق اَحسن پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی ایک رُکن کو بھی جان بوجھ چھوڑ دیا تو نماز باطل ہو جائے گی بلکہ کچھ ارکان تو ایسے بھی ہیں کہ بھول کر رہ جانے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی نماز کو جب تک تمام شرائط کے ساتھ ادا نہ کیا جائے تو وہ نماز نہیں کہلاتی۔ کہا جاتا ہے کہ نماز تمام عبادات واعمال صالح سے افضل ہے۔ اور اللہ کبھی مفضول کو افضل پر ترجیع نہیں دیتا کہ یہ عدل کے خلاف ہے۔ لیکن یہ کیا کہ اگر تم نماز پڑھ رہے ہو اور پاس

ہی تمہارا کوئی قیمتی سامان رکھا ہے دورانِ نماز کوئی چور آپ کا وہ سامان لے بھاگتا ہے تو لازم ہے کہ نماز کو چھوڑ دو اور سامان کی حفاظت کرو۔ یا دورانِ نماز کوئی ضرر رساں جانور یعنی سانپ بچھو یا کوئی اور چیز نکل آئے تو نماز روک کر پہلے اُن کو ختم کرو اور پھر نماز نئے سرے سے پڑھو۔ اگر دورانِ نماز آپ کو آپ کے بوڑھے والدین آواز دیں تو نماز چھوڑ کر پہلے اُن کی بات سنو۔ آپ نے اندازہ لگایا کہ پہلی حالت میں مال کی حفاظت کو نماز پر ترجیح دی گئی۔ دوسری حالت میں جان کی حفاظت کو نماز سے مقدم رکھا گیا۔ اور تیسری حالت میں والدین کی اطاعت کو نماز سے زیادہ اہمیت دی گئی۔ یہ تو تھی نمازِ پنجگانہ جس کے لیے باقاعدہ اہتمام کی ضرورت ہے اور جسے کچھ مخصوص حالات میں موخر بھی کیا جا سکتا ہے۔ مگر نماز کی ایک قسم اور بھی ہے جس کے بارے میں حکم ہے کہ اگر عالمِ نزاع طاری ہو اور روح پورے جسم سے سمٹ کر حلق میں آ جائے تو بھی نماز پڑھے اگر کھڑا ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے اگر لیٹ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو اشارے سے پڑھے۔ آپ نے اندازہ کیا کہ جب ایک آدمی لیٹ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اُس کا پورا جسم مفلوج ہے تو وہ طہارت کیسے حاصل کرے وہ روبقبلہ کیسے ہو وہ قیام و قعود رکوع و سجود کیسے بجا لائے۔ یہ کیسی نماز ہے کہ جس کے لیے طہارت کی بھی ضرورت نہیں جس کے لیے کسی اہتمام کی ضرورت نہیں۔ تو یقیناً یہ وہ نماز نہیں جس کا مشاہدہ ہم روزانہ پانچ مرتبہ کرتے ہیں۔ اور پھر سب سے بڑھ کر آپ اُس حدیثِ پاک کے الفاظ پر ذرہ غور فرمائیں کہ جو

اِس مضمون کے شروع میں سرنامہِ کلام کے طور پر لکھی گئی ہے۔ **مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِدً فَقَدْ كَفَرَ** جس نے جان بوجھ کر ایک بار نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا۔ یہاں تو لوگوں کی عمریں گزر گئیں ہیں بغیر نماز پڑھے مگر کسی کی جرت نہیں کہ اُنہیں کافر کہے۔ مجھے افسوس ک ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قران حکیم میں یا فرامینِ معصومین میں جہاں بھی لفظ صلواۃ آیا تو مترجمین نے اُس کے سیاق وسباق سے قطع نظر اُس کا ترجمہ نمازِ پنجگانہ کر دیا۔ اگر اِن مفتیانِ دین سے استفسار کیا جائے کہ اگر جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے تو اِس طرح تو لاکھوں میں کوئی ایک ہو گا کہ جب سے اُس پر نماز واجب ہوئی تو اُس نے کوئی نماز نہ چھوڑی ہو تو کیا اِس کا مطلب ہے کہ سب کافر ہیں۔ جب کوئی جواب نہ بن پڑے تو اصل بات کی طرف نہیں آتے اور مختلف عجیب وغریب قسم کی تاویلیں پیش کرنے لگتے ہیں یا پھر سرے سے حدیث ہی کا انکار کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کلمہ ِ شہادت میں **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِ لَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ** ☆ اللہ کی واحدانیت کی گواہی ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ اتصالِ اِلااللہ ہے۔ اور **وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ** ☆ اِسی طرح اِتصالِ رسالت ہے بعینہ **وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِياً اَمِيرَ الْمُومِنِينَ وَ اَوْلَادَهُ مَعْصُومِينَ حُجَجُ اللّٰه** ☆ یہ اتصالِ آلِ محمدؐ ہے۔ اگر میں آپ سے کہوں کہ صرف ایک لمحے کے لیے آپ دل سے اللہ کی واحدانیت کا انکار کریں کیا ایسا ممکن ہے یا ایسا کریں کہ اللہ کا انکار تو نہ کریں چلو ایک ہی لمحے کے لیے حضورؐ کی

رسالت ہی کا انکار کر دیں تو کیا یہ آپ کے لیے ممکن ہے یقیناً نہیں کیونکہ اِیسا کرنے سے بندہ فوراً کافر ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح علیؑ اور اُن کے گیارہ معصوم بیٹوں کی ولایت کی گواہی اِتصالِ آلِ محمدؐ ہے۔اور یہی وہ صلاۃ ہے کہ جس کے قائم کرنے کا حکم ہے اور جس کو جان بوجھ ایک بار ترک کرنے سے بندہ کافر ہو جاتا ہے۔چاہے وہ اتصال اِلا اللہ کا انکار کرے اتصالِ رسالت کا یا پھر اتصالِ آلِ محمدؐ کا تو سمجھنے والے کے لیے اَب کوئی شک باقی نہیں ہے کہ جس نے جان بوجھ کر کہیں بھی کبھی بھی ولایتِ علیؑ اور اولادِ علیؑ کی شہادت کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔(حوالہ) اکمالِ دین وتمام النعمہ صفحہ 278 پر حضورؐ ایک حدیث قُدسی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا جو شخص یہ گواہی نہ دے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں یا یہ گواہی تو دے مگر اِس کی گواہی نہ دے علیؑ اِبنِ اَبیطالب میرے خلیفہ ہیں یا یہ گواہی تو دے مگر اِس کی گواہی نہ دے کہ اُن کی اولاد میں سے آئمہ میری طرف سے حجت ہیں تو اُس نے میری نعمت کا انکار کیا اور میری عظمت کو کمتر جانا اور میری آیات وکتب کا انکار کیا۔جیسا کہ اِس حدیث کے متن سے ظاہر ہے کہ توحید، رسالت اور ولایت کی گواہی پر زور دیا گیا ہے اور غالباً اِس لیے کہ جب بھی ولایت علیؑ کا سوال اُٹھتا ہے تو جواب یہ ملتا ہے کہ ہم بھی ولایت علیؑ کا اقرار کرتے ہیں۔میں کہتا ہوں کہ اپنے تو کیا غیروں نے کب نکار کیا ہے کسی کی کیا مجال کہ وہ مسلمان کہلائے اور علیؑ کی ولایت کا انکار کرے اصل مسئلہ تو

گواہی کا ہے۔جس سے غیر تو کیا بظاہر شیعہ کہلانے والے بھی ہچکچاتے ہیں۔اَب یہاں تک یہ بات تو واضع ہو چکی کہ صلاۃ کے اصل معنی ہیں محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متمسک رہنا اب ہم مثال کے طور پر چند آیات اور چند ایک احادیث پیش کرتے ہیں تا کہ اصل حقیقت اور زیادہ واضع اور خوبصورت نظر آئے۔یہ الفاظ ہیں سورۃ معارج کے **الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِم دَائِمُوْنَ**☆ وہ لوگ جو اپنے دعویٰ اتصالِ آلِ محمدؐ پر دائم رہتے ہیں۔ **اِنَ الصَّلَاةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَهْشَاءِ وَ الْمُنْکَر**☆ یقیناً نماز تمہیں بُرائیوں سے روکتی ہے۔حقیقت ہے کہ اگر بندہ ایک ماہ تک خالص دودھ پی لے تو وہ بندے کے چہرے پہ دیکھائی دینے لگتا ہے۔لیکن حیرت ہے کہ بندہ پچھلے ۲۵ سال سے مسلسل نماز کی پریکٹس کر رہا ہے مگر اُس کے نہ تو کردار و عمل پر اُس کا کچھ اثر دکھائی دیتا ہے اور نہ روح و بدن میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔اگر ہزاروں میں آپ کسی ایک عابد و زاہد کے چہرے پر آپ کو رنگ و نور نظر آئے گا تو وہ یقیناً محبت آلِ محمد کا سچا دعویدار ہو گا۔کیونکہ اتصالِ آلِ محمدؐ کے بغیر تمام عبادات بدنِ بے روح کی مانند ہیں یہ الفاظ ہیں سورۃ مومنون کے **الَّذِیْنَ هُمْ فِی صَلَاتِهِم خَاشِعُوْنَ**☆ وہ لوگ جو اپنے دعویٰ محبت میں ہمیشہ خوف زدہ رہتے ہیں۔اور یقین جانیے یہی خوف جو ایک مومن کے دل میں رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس باب الحوائج سے ہٹا دیا جاؤں بندے کو گناہوں سے روکتا ہے۔اور یہ آیت تفسیر بنتی ہے اِس آیت کی جو کہ پہلے بیان ہو چکی جس کے الفاظ ہیں **اِنَ الصَّلَاةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَهْشَاءِ وَلْمُنْکَر**☆

حقیقت یہ ہے کہ یہی خشیت فی الاتصال آلِ محمدؐ ہے جو فواحشات و منکرات سے روکتا ہے۔ پھر حکم ہے کہ **وَاسْتَعِینُو بِاالصبْرِوَالصَّلَاۃ** مدد حاصل کرو صبر سے اور صلاۃ (نماز) سے غور فرمایا آپ نے کہ تکلیفوں میں صبر سے مدد لینے کی سمجھ تو آتی ہے مگر نماز سے مدد حاصل کرنے کا کیا مطلب ہے۔ جبکہ نماز تو خود ہماری چند حرکات و سکنات سے سے وجود میں آتی ہے ورنہ معدوم رہتی ہے۔ البتہ اگر اُس تعلق کا واسطہ دے کر جس کا ہمیں دعویٰ ہے محمدؐ و آلِ محمدؐ سے مدد کی استدعا کی جائے تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ اِن آیات کی طرح چند احادیث پیشِ خدمت ہیں۔ حضور سرورِ کائنات کا فرمانِ زیشان ہے کہ **اَوَّلُ مَاسُئِلَتُ بِهِ النَّاسُ الصَّلٰوۃُاِن قُبِلَتُ قُبِلَ مَا سِوَھاوَاِنُ رُدَّتُ رُدَّمَا سِوَھا** ☆ لوگوں سے سب سے پہلے اتصال محمدؐ و آلِ محمدؐ کا سوال کیا جائے گا اگر وہ قبول تو باقی سب کچھ قبول اگر وہ مسترد تو باقی سب مسترد۔ یہ کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ کسی کا دعویٰ محبتِ آلِ محمدؐ ہی مسترد کر دیا جائے۔ ہاں یہی تو بات ہے کہ وہاں زیادہ نہیں بلکہ خالص چاہیے۔ لہذا دو قسم کے دعویداروں کا اتصال مسترد ہوگا۔ نمبرا ایسا حرامی النسب جو بدقسمتی سے شیعوں کے گھر پیدا ہونے کی وجہ سے محبتِ آلِ محمدؐ کا دعویدار ہو اُس کا دعویٰ محبتِ آلِ محمدؐ مسترد ہوگا اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا جسم یہاں دنیا میں ناجائز طریقے سے بنا اور روح اُس میں اللہ نے وہ تفویض کی جو یومِ عہدِ الست سے انکارِ ولایتِ آلِ محمدؐ کر چکی تھی لہذا وہ اپنے اِس دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور دوسرا وہ کہ جو آلِ محمد سے بظاہر تو دوستی کا دم

بھرتا ہے بلکہ لباس بھی معصومین جیسا زیبِ تن کر کے پہلے لوگوں کے دلوں میں جگہ بناتا ہے اور پھر دولت اقتدار کی ہوس میں اندھا ہوکر ولایتِ فقیھ کے نام سے ولایتِ آلِ محمدؐ کے متوازی اپنا الگ نظام وضع کر دیتا ہے۔ حالانکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضع اور آشکار ہے کہ قران وحدیث میں صرف تین ہی ولایتوں کا اثبات ہے۔ اللہ کی ولایت، رسول کی ولایت اور علیؑ وراُن کے گیارہ معصوم بیٹوں کی ولایت، چوتھی کسی ولایت کا کہیں کوئی زکر نہیں۔ یہ ولایتِ فقیح کے دعویدار لوگ چونکہ دیکھنے سے بڑے متقی اور پرہیزگار لگتے ہیں۔ لہذا ایک تو سادہ لوح اور دوسرے حرامی النسل لوگ بڑی آسانی سے اِن کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ وہ بدبخت ہیں کہ جب معصومین کی سوانح حیات لکھتے ہیں تو ایسی ایسی بے ہودہ باتیں لکھی جاتی ہیں کہ جن کو آدمی خود سے بھی منسوب کرتے ہوئے سُبکی محسوس کرے۔ اور جب اپنے اس نام نہاد نظام کے بارے میں زبان دراز کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ولایتِ فقیھ کا تحفظ نماز سے زیادہ واجب تر ہے۔ یہاں نماز کی ضرورت واہمیت اِنہیں سبک ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ اور جب اپنے بارے میں قصیدہ گوئی فرماتے ہیں تو دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔ حدیث بیان کی جاتی ہے کہ (ہماری اُمت کے علماء انبیاءِ بنی اسرائیل سے افضل ہیں) حد ہوگئی کہ جنابِ موسیٰؑ جیسا اُولوالعزم صاحب کتاب صاحب معجزہ صاحبِ کلمہ نبی بھی اِن کو خود سے کمتر نظر آتا ہے۔ اور حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اِس حدیث کے بارے میں ایسی دوغلی پالیسی اختیار کی جاتی ہے کہ اگر کوئی مومن اِن سے استفسار کر

لے تو نہایت چالاکی سے کہا جاتا ہے کہ اِن علماء سے مُراد آئمہ ہدیٰ ہیں یہ دوہرا معیار ملاحظہ ہو کہ اپنی ولایت تو انکی نماز سے زیادہ واجب تر ہے اور اِن ائمہِ معصومین کی ولایت کی شہادت اگر آذان میں ہو تو وہ آذان اِنہیں پسند نہیں اور نماز میں تو علیؑ اور اُن کے معصوم بیٹوں کی ولایت کی شہادت دینے سے اِن کی نماز ہی باطل ہوجاتی ہے۔یعنی ولایتِ علیؑ سے نماز باطل ہوتی ہے جب کہ ولایتِ فقیح نماز ہی سے زیادہ واجب ہے۔لہذا ایسے بظاہر شیعہ نظر آنے والے منافقوں کا دعویٰ اتصال آل محمدؐ یقیناً مسترد ہو جائے گا اِسی لیے تو اتصال آل محمدؐ کے ساتھ خشیعت کو جزِ لازم قرار دیا گیا ہے **الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَا شِعُوْنَ** ☆ وہ لوگ جو اپنے دعویٰ محبت میں ہمیشہ خوف زدہ رہتے ہیں۔ ہمیشہ یہ خوف جن کے دل میں رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس باب الحوائج سے ہٹا دیا جاؤں نہ یہ کہ اُن کی برابری کرنے کی خواہش دل میں انگڑائیاں لیتی ہو۔ مجھے پتہ ہے کہ میرے یہ جملے پڑھنے والے کے دل میں یہ بات جائے گی کہ لاحول ولاقوۃ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مومن بھی کہلائے اور اُن سے برابری کا دعویدار بھی ہو۔یقیناً کوئی بھی زبان سے ایسا کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا مگر یہ لوگ اپنی تعلیمات میں اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔جس کی چند ایک مثالیں یہاں پیش کرتے ہیں۔(نمبر۱) ولایتِ علیؑ کی گواہی تشہد میں دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔لیکن ولایتِ فقیھ کا تحفظ نماز سے زیادہ واجب تر ہے۔(نمبر۲) اپنی توضیح المسائل کے صفحہِ اول پر لکھنا کہ میری اس کتاب پر عمل کرنے سے آپ اپنے عمال کی جواب دہی سے بری

ہونگے انشاء اللہ۔ زرہ غور فرمایئے یہ دعویٰ امامِ معصوم کے علاوہ کون کرسکتا ہے۔ کیونکہ قران میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے کہ (قیامت کے دن ہر انسان کو اُٹھایا جائے گا اُس کے امام کے ساتھ) اور امام ہی اپنے ماموم کا اعمال کا ذمہ دار ہوگا۔ اِس کے علاوہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا اور قرانِ پاک میں یہ بات بہت اچھے طریقے سے واضع کردی گئی ہے کہ اُس دن باپ بیٹے سے بھائی بھائی سے اور شوہر بیوی سے دور بھاگے گا۔ یہاں ایک حدیثِ پاک کا زکر کرنا بھی موضوع ہوگا سرکارِ ختمی مرتبت نے فرمایا (قیامت کے دن تمام انساب منقطع ہوجائیں گے سوائے میرے نسب کے) حیرت ہے جہاں صفِ انبیاء میں نفسانفسی کا عالم ہوگا وہاں مجتہد صاحب اپنے مقتدیوں کے اعمال کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور یہ ایک ہی صورت میں ہوسکتا ہے کہ یہ ذمہ داری لینے والا اپنے مقتدیوں کی امامت کا دعویدار ہو۔ اور آئمہ کی تعریف اللہ تعالیٰ نے واضع طور پر بیان کردی ہے کہ امام دو قسم کے ہیں نمبر۱ (وہ امام جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں) نمبر۲ (وہ امام جو آگ کی طرف بلاتے ہیں) اَب معاملہ کافی گھمبیر ہے، رہنما ہو کہ پیشوا مجتہد ہو کہ اِمام یا تو وہ یہ دعویٰ کرے کہ میں منصوص مِن اللہ ہوں اور اُس کے حکم سے فریضہِ ہدایت پر مامور ہوں تو پھر یقیناً وہ معصوم امام ہے آیتِ تطہیر کا مصداق ہے۔ اور اگر وہ یہ کہے کہ میں اللہ کی طرف سے تو مامور نہیں ہوں تو پھر دوسری کوئی صورت اِس کے سوا نہیں کہ وہ آگ کی طرف بلانے والوں میں سے ہے۔ چاہے وہ بظاہر محبتِ آلِ محمد کا دعویدار ہی کیوں نہ ہو اور یہی وہ دوسری قسم کے لوگ ہیں جن

کا دعویٰ اتصال آل محمدؐ مسترد کردیا جائے گا اور ساتھ ہی اُن کے وہ اعمال صالح چاہے وہ اُحد پہاڑ جتنے ہونگے اُڑتی ہوئی دھول بنا دیے جائیں گے اور یہ بدبخت لوگ اتنی مشقتیں اُٹھانے کے باوجود پہلے فشارِ قبر کا اور پھر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ چونکہ ہمارا موضوع ہے معرفتِ نماز، بات قدرے اپنے موضوع سے ہٹ گئی لیکن بہرحال اتنی سی وضاحت ہم نے ضروری سمجھی۔

مجھے یہ مضمون لکھتے ہوئے بارہا خیال آیا کہ کچھ سادہ لوح لوگ اپنی سادگی یا کم علمی کی وجہ سے عموماً اور مفسدین حضرات جانتے بوجھتے ہوئے خصوصاً میری اِس تحریر کو غلط رنگ دیں گے اور دونوں فریق دانستہ یا نادانستہ یہ سمجھیں گے کہ شاید میں نمازِ پنجگانہ کے وجوب کا نعوذ باللہ انکاری ہورہا ہوں۔ حالانکہ میں اِس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوں کہ فروعاتِ دین میں سے کسی بھی امر کی ادائیگی میں لاپرواہی کرنے والا تو گناہگار ہے مگر اُن کے وجوب کا انکار کرنسے بندہ کافر ہوجاتا ہے۔ جنکے دل میں کجی ہو یہاں تک تو اِس تحریر کے پڑھنے سے شائد وہ یہی سمجھیں کہ میں نماز کی اہمیت وضرورت کو سُبک سمجھتا ہوں جب کہ میرا مقصد بہت واضع ہے میں نے اَب

تک تو لفظِ صلاۃ کی وضاحت و معرفت بیان کی ہے۔ ہاں البتہ پڑھنے والے کے ذہن میں ایک سوال ضرور اُٹھتا ہے کہ پھر آخر نماز کی اہمیت و ضرورت ہے کیا۔ ہاں یہ سوال ابھی تشنہ طلب ہے تو جناب ہر اِنسان کو مرنے کے بعد سے لے کر تا قیامِ قیامت ایک طویل سفر درپیش ہے۔ جسے اِسلام کی اصطلاح میں عالمِ برزخ کہتے ہیں۔ اور یہ اتنا مشکل اور پُرخطر سفر ہے کہ جنابِ اَمیر علیہ السلام اپنے شیعوں کے لیے اِس بارے میں عموماً متفکر رہتے تھے اور اکثر اپنے شیعوں سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہارے بارے میں ہنگامِ محشر سے فکرمند نہیں ہوں بلکہ اِس بات سے فکر مند ہوں کہ سفر لمبا ہے اور زادِ راہ کم۔ اور یہ بات مومنیں پر روزِ روشن کی طرح واضع و آشکار ہے کہ معیارِ نجات محبتِ آلِ محمدؐ ہے اور اِس کا تعلق عمل سے نہیں ایمان سے ہے۔ جبکہ نماز ایک عملِ صالح ہے ویسے بھی میدانِ محشر تو **Finshing Point** ہے منزل اَوّلین و آخرین ہے۔ سفر اور منزل کے تقاضے الگ الگ ہوا کرتے ہیں زادِ راہ کی ضرورت سفر میں ہوتی ہے نہ کہ منزل پر لہٰذہ تمام اعمالِ صالح بشمول نماز یہ زادِ راہ ہیں اور اِن کی ضرورت سفر میں ہے یعنی عالمِ برزخ میں۔ اِس ضمن میں کئی روایات موجود ہیں کہ فشارِ قبر ہر مومن و کافر کی قبر میں ہوتا ہے۔ لیکن سوالاتِ قبر کے بعد جس مومن کا اتصال آلِ محمدؐ قبول کرلیا جائے گا تو فرشتے جاتے ہوئے اُسے کہیں گے کہ آرام سے سو جا اُس وقت مومن سو جائے گا اور اُس کے تمام اعمال صالح مجسم ہوکر اُس کی حفاظت پر مامور ہونگے اور جبکہ اُس کے گناہ مجسم ہوکر اُسکے درپئے آزار ہونگے۔ اُس مرحلے میں جس

کے اعمالِ صالح جس قدر زیادہ ہونگے تو اُس کا حصار اُتنا ہی مضبوط ہوگا اور قبر میں سونے والا اُتنا ہی محفوظ ہوگا۔ اور اُن اعمالِ صالح میں مرنے والے کی نماز ہی سب اعمال سے زیادہ **Powerful** اور مضبوط تحفظ کا سبب ہوگی۔ اِمام نے اعمالِ صالح کے لیے زادراہ کی اصطلاح اس لیے استعمال کی کہ زادِ راہ خرچ کرنے سے ہمیشہ کم ہوتا ہے اور پھر آخرِکار ختم ہو جاتا ہے۔ روز قیامت نہ جانے کب آئے اگر مومن کے اعمال صالح کم ہوئے اور گناہ زیادہ تو ظاہر ہے کہ زادراہ خرچ ہو جانے کے بعد باقی دورانیہ نہایت مشکل سے گزرے گا۔ ہاں اگر وہ کریم غمِ حسینؑ میں معرفت کے ساتھ بہائے ہوئے ایک آنسو کے بدلے چاہے تو اُس گناہگار مومن کے تمام گناہ معاف کردے۔ بہرحال عقل کا یہی تقاضا ہے کہ مسافر اپنے زادِ راہ کا ہر صورت انتظام کرے۔ جس کی اہمیت کے ضمن میں بس اتنا کہہ سکوں گا کہ یومِ عاشور میں میرے زخمی و مظلوم امامؑ نے آخری سلام کے وقت اپنی مظلوم بہن جنابِ زینب سلام اللہ علیہا کو وصیت فرماتے ہوئے کہا تھا کہ بہن مجھے نماز شب میں یاد رکھنا۔ جس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس لٹے ہوئے قافلے کے کسی بھی فرد نے اُس ابتلاء و مصیبت سے پُر آگ کا دریا عبور کرتے ہوئے بھی نماز شب تک کہ جو فرض نہیں ہے قضا نہیں کی۔ لیکن اِسکے ساتھ ہی یہ بات بھی واضع کردوں اُن مُخدراتِ عصمت کو فشار قبر جیسی کسی مصیبت کا خوف نہیں تھا بلکہ یہ عمل اپنے مومنین پر نماز کی ضرورت اور اہمیت ہی کو واضع کرنے کے لیے کیا گیا تھا ۔ نمازِ پنجگانہ کی ضرورت و اہمیت بیان کرنے کے لیے اِس سے بڑھ کر

میرے پاس الفاظ نہیں سوائے اِس کے کہ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے کہ کائنات کے افضل ترین خانوادے کے ایک بے آب و گیاہ صحرا میں بے جُرم و خطا شہید کر دیے جانے کے باوجود جو عمل اُن کے پسماندگان ایسے نامساعد حالات میں بھی ترک نہیں کرتے اُس کی ضرورت کس قدر شدید ہے اور عالمِ برزخ میں وہ جن مصیبتوں کا مداوہ بنے گی وہ مصیبتیں کس قدر عظیم ہیں لیکن اِس کے بعد آخر میں بات وہی ہے کہ نمازِ پنجگانہ افضل ترین عمل ہونے کے باوجود زادِ راہ ہے معیارِ نجات نہیں ہے۔ وہ الصلواۃ کہ جس پر پورے اُترنے کے بعد عمال صالح شرف قبولیت سے سرفراز ہوتے ہیں وہ الصلواۃ کہ جس کا قبر میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا وہ الصلواۃ کہ جس سے مصیبتوں میں مدد حاصل کرنے کا حکم ہے، وہ الصلواۃ کہ اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے جس پر قائم رہنے کا حکم ہے، وہ الصلواۃ کہ جس کو جان بوجھ کر ایک بار ترک کرنے والا کافر ہو جاتا ہے وہ صرف اور صرف اِتصالِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیھم السلام ہے۔ یہی وہ نماز ہے کہ جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے اگر سمجھو تو یہی وہ نماز ہے جو برائیوں سے روکتی ہے۔ جس کی یہ نماز قبول اُس کے سارے عمل قبول۔ آخر میں دعا ہے رَبِ کائنات کی بارگاہ میں کہ ہمیں دین کی صحیح معرفت عطا فرمائے۔ (اے رَبِ کریم میں دشمنانِ آلِ محمدؐ سے بَری ہوں تو میری اِس برّات کو قبول فرما اور میرا نام غلامانِ محمدِ مصطفٰےؐ صل اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ناموں کے ساتھ درج فرما

(آمین)